1078-کیا شریعت میں بیوی سے ہم بستری کی تعداد یا مدت مقرر ہے

سوال

کیا مرد کو شادی کی رات بیوی سے ہم بستری کرنے کی اجازت ہے ؟
اگر جواب اثبات میں ہو تو خاوند کے لیے کتنی بار مجامعت کرنے کی اجازت ہے ہفتہ میں ایک بار یا اس سے بھی زیادہ ؟
ملاحظہ : گزارش ہے کہ میں جو پوچھنا چاہتا ہوں اس کی تعبیر کے لیے دوسرے کلمات استعمال نہیں کر سکتا ۔

پسندیدہ جواب

جی ہاں خاوند اور بیوی کے لیے شب زفاف میں ہم بستری کرنا اگر وہ چاہیں تو جائز ہے ، لیکن شریعت میں اس کی تعداد متعین نہیں کہ کتنی بار ہم بستری کی جائے ، اس کا سبب یہ ہے کہ یہ حالات اور اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہوسکتی ہے ، اور پھر جب قدرت وطاقت میں بھی فرق ہے تو شریعت کی عادت نہیں کہ وہ اس طرح کے مسائل میں تعداد متعین کرے ۔

لیکن جماع اور ہم بستری عورت کا حق ہے جو خاوند پر واجب ہے ، ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

کہ اگر اس کا کوئی عذر نہیں تو وہ اپنی بیوی سے ہم بستری کرے ، امام مالک رحمہ اللہ تعالی کا قول یہی ہے : دیکھیں المغنی لابن قدامۃ (30/7) ۔

حدیث شریف میں ہے کہ :

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(اے عبداللہ کیا مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ تو دن کو روزہ رکھتا اور رات کے وقت قیام کرتا ہے ؟

میں نے عرض کی کیوں نہیں اے اللہ تعالی کے رسول (بات تو ایسی ہی ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

تو ایسا نہ کر بلکہ روزہ رکھ اور افطار بھی (یعنی کبھی چھوڑ بھی دیا کر) اور قیام بھی کیا کرو اور سویا بھی کرو ، اس لیے کہ تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے ، اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے) صحیح بخاری ۔

حدیث کی شرح میں ہے کہ :

یہ خاوند کے لائق نہیں کہ وہ عبادات میں اتنی کوشش کرے کہ وہ جماع اور کمائی کرنے کے حق سے بھی کمزور ہو جائے ۔ دیکھیں فتح الباری ۔

اور خاوند پر بیوی کا یہ حق ہے کہ خاوند اس کے پاس رات بسر کرے ۔

ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

جب اس کی بیوی ہو تو اس پر لازم اور ضروری ہے کہ اگر اس کے پاس کوئی عذر نہیں تو وہ چار راتوں میں ایک رات اس کے پاس بسر کرے ۔ دیکھیں المغنی (28/7) اور کشف القناع (144/3)

شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

اور بیوی کی حسب خواہش خاوند پر ہم بستری وجماع واجب ہے جب تک کہ خاوند کا بدن کمزور نہ ہو اور یا پھر اسے ایسا کرنا معیشت سے ہی روک دے ۔ ۔

اور اگر وہ آپس میں تنازع کا شکار ہو جائیں تو خاوند پر قاضی نفقۃ کی طرح اسے بھی مقرر کردے گا اگر وہ اس میں زیادتی کرتا ہو ۔ دیکھیں الاختیارات الفقھیۃ من فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیۃ ص (246)

شرعی طور پر مطلوب اور مقصود تو یہ ہے کہ خاوند کی ہم بستری کے ذریعہ سے بیوی کو فحاشی اور غلط کام سے بچایا جائے اور ہم بستری بھی بیوی کی خواہش اور اتنی ہو جس سے یہ بچاؤ ہو سکے ، تو اس طرح اس کے لیے چار مہینہ یا اس سے زیادہ اور کم کی مدت مقرر کرنے میں کوئی وجہ نظر نہیں آتی بلکہ اس میں تو یہ ہونا چاہیے کہ ہم بستری اتنی ہو جتنی کا حق خاوند ادا کر سکے اور بیوی کی جتنی خواہش ہو ۔ ۔ ۔

یہ تو عادی حالات اور خاوند کی موجودگی میں ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے ساتھ رہائش پذیر ہو ۔

لیکن اگر وہ سفر یا کسی اور کام اور تجارت وغیرہ یا کسی مشروع عذر کی بنا پر غائب ہے تو اس حالت میں خاوند کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ بیوی سے زیادہ مدت غائب نہ رہے ۔

اور اگر اس کے غائب ہونے کا سبب مسلمانوں کے کسی نفع کی وجہ سے ہو مثلا وہ جہاد فی سبیل اللہ میں نکلا ہوا ہے یا پھر مسلمانوں کی سرحدوں کی حفاظت پر مامور ہے تو اس میں ضروری ہے کہ اسے چار ماہ کے اندر اندر اپنے گھر واپس آنے کی اجازت دینی چاہیے تا کہ وہ کچھ مدت اپنے بیوی بچوں میں گزارے اور پھر دوبارہ سرحدوں پر یا جہاد میں واپس چلا جائے ۔

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کی سیاست اور حکم یہی تھا کہ انہوں نے فوجیوں اور سرحدی محافظوں کے لیے یہ مقرر کیا تھا کہ وہ اپنی بیویوں سے چار مہینے تک دور رہیں جب یہ مدت پوری ہو جاتی تو انہیں واپس بلا لیا جاتا اور ان کی جگہ ہر دوسروں کو بھیج دیا جاتا تھا ۔

دیکھیں کتاب : المفصل فی احکام المراۃ تالیف الشیخ زیدان (239/7)

اللہ تبارک وتعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے ۔

واللہ اعلم .